خدا کا ثبوت

عقل، منطق اور مشاہدے کی روشنی میں

(برٹرینڈ رسل اور جدید الحاد کے اعتراضات کا جامع جواب)



مصنف: صلاح الدین گورچانی

خدا کا ثبوت

عقل، منطق اور مشاہدے کی روشنی میں

(برٹرینڈ رسل اور جدید الحاد کے اعتراضات کا جامع جواب)

مصنف________________________صلاح الدین گورچانی

Facebook Whatsapp Tiktok Youtube

فہرستِ ابواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تمہید

برٹرینڈ رسل جدید دور کے سب سے بڑے ملحد سمجھے جاتے ہیں۔ انہوں نے ایک جگہ کہا تھا:

"میں خدا کے نہ ہونے کو ثابت نہیں کر سکتا، بس مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ موجود ہے۔"

یہ جملہ دراصل خدا کے انکار کی کمزوری کو خود اعتراف کر رہا ہے۔ کیونکہ:

- اگر کوئی چیز موجود نہ ہونے کی ٹھوس دلیل نہ ہو،
- تو اس کا انکار علم کی بنیاد پر نہیں، بلکہ ذاتی پسند یا نفسیاتی وجہ سے ہوتا ہے۔

عقل اور انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ : جب تک کوئی چیز نہ ہونے کی پختہ دلیل نہ ملے، تب تک اس کے ہونے کے دلائل کو غور سے سنا اور سمجھا جائے۔

یہ چھوٹا سا کتابچہ بالکل یہی کرتا ہے۔ یہ خدا کے وجود کی عقلی، منطقی اور انتہائی سادہ دلائل پیش کرتا ہے جو ہر عام آدمی سمجھ سکتا ہے۔ ساتھ ہی رسل جیسے ملحدین کے سب سے بڑے اور مشہور اعتراضات کا بھی صاف اور مدلل جواب دیتا ہے۔

مقصد صرف یہ ہے کہ قاری اپنے دل و دماغ کو کھول کر سوچے اور دیکھے کہ عقل آخر کہاں لے کر جاتی ہے۔

اب آیئے دلائل کی طرف چلتے ہیں...

باب 1: اگر خدا ہے تو اس کا خالق کون ہے؟

اعتراض: "اگر ہر چیز کا کوئی نہ کوئی خالق یا سبب ہوتا ہے، تو پھر خدا کا خالق کون ہے؟"

یہ **سوال** ملحدین کی طرف سے سب سے زیادہ دہرایا جاتا ہے۔ بہت سے لوگ سوچتے ہیں کہ یہ بہت زبردست سوال ہے، لیکن دراصل یہ سوال خود اپنے اندر ایک بڑی منطقی غلطی رکھتا ہے۔

سادہ اور عام فہم جواب : ہم پوچھتے ہیں : اگر خدا کا بھی کوئی خالق مان لیا جائے، تو پھر اس خالق کا خالق کون ہوگا؟ پھر اس کے خالق کا خالق؟ پھر اس کا؟

یہ سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ ایک خالق کے پیچھے دوسرا، اس کے پیچھے تیسرا، اور یوں لامتناہی (بے انتہا) تسلسل چلتا رہے گا۔

منطق اور فلسفہ میں اسے **لامتناہی تسلسل** (Infinite Regress) کہتے ہیں، اور عقل یہ ماننے سے صاف انکار کر دیتی ہے کہ ایسا کوئی لامتناہی سلسلہ حقیقی دنیا میں ممکن ہے۔

کیوں ناممکن ہے؟ کیونکہ ہمارے سامنے کائنات ایک بنی ہوئی، محدود اور موجود چیز ہے—یہ کوئی خیالی یا لامتناہی کہانی نہیں۔ ایک محدود اور شروع والی چیز (جیسے ہماری کائنات) کو وجود میں لانے کے لیے سلسلہ لامتناہی نہیں چل سکتا۔ اگر ہر چیز کے پیچھے کوئی نہ کوئی سبب ہو اور یہ سبب کبھی ختم نہ ہو، تو آج یہ کائنات وجود میں ہی نہ آتی۔

فرض کریں آپ ایک بینک میں کیشئر کے پاس پیسے نکالنے گئے ہیں۔ کیشئر کہتا ہے" : معاف کیجیے گا، میں آپ کو پیسے تب ہی دے سکتا ہوں جب پیچھے والا کیشئر مجھے اجازت دے۔"

آپ پیچھے والے کیشئر کے پاس جاتے ہیں، وہ بھی یہی کہتا ہے" : میں تب ہی دے سکتا ہوں جب میرے پیچھے والا مجھے دے۔"

یہ سلسلہ چلتا جاتا ہے۔ ایک کیشئر کے پیچھے دوسرا، دوسرے کے پیچھے تیسرا، اور یہ قطار کبھی ختم نہ ہو۔

اب سوچیں : کیا آپ کو کبھی پیسے ملیں گے؟ بالکل نہیں!

کیونکہ اگر اجازت کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہو، تو پہلا کیشئر کبھی پیسے دینے کے قابل ہی نہیں بنے گا۔

بالکل اسی طرح: اگر ہر چیز کا خالق ہو، اور اس خالق کا بھی خالق، اور اس کا بھی، اور یہ سلسلہ لامتناہی چلا جائے، تو آج یہ کائنات وجود میں ہی نہیں آسکتی تھی۔

کوئی نہ کوئی پہلا سبب ہونا ضروری ہے جو خود بغیر کسی سبب کے ہو—یعنی جسے کسی نے نہ بنایا ہو۔ یہی پہلا اور آخری سبب خدا ہے۔

ایک اور روزمرہ کی مثال (بچوں والی): بچہ پوچھتا ہے: "امی، مرغی پہلے آئی یا انڈہ؟" اگر ہم کہیں کہ انڈہ پہلے آیا، تو سوال: اس انڈے کو کس نے دیا؟ پھر اس سے پہلے والی مرغی؟ پھر اس سے پہلے انڈہ؟

یہ سلسلہ لامتناہی چلا جائے گا۔ عقل کہتی ہے کہ یہ سلسلہ کہیں تو شروع ہوا ہوگا—ایک ایسی ہستی سے جسے خود کسی نے نہ بنایا ہو۔

یہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو ازلی ہے، بے آغاز اور بے انتہا۔

اب یہ مثال سمجھ آگئی ہوگی؟ یہ اعتراض دراصل خدا کے وجود کی دلیل کو اور بھی واضح کر دیتا ہے۔

عقل کا نتیجہ کیا ہے؟ عقل ہمیں مجبور کرتی ہے کہ تسلسل کو کہیں نہ کہیں روکنا پڑے گا۔ یعنی:

- ایک ایسی ہستی ضرور ہونی چاہیے
- جو خود بغیر کسی خالق کے ہو،
- جو خود ازلی ہو (اس کا کوئی آغاز نہ ہو)،
- اور جو باقی سب چیزوں کا سبب ہو۔

یہی ہستی خدا ہے۔

قرآن مجید کی خوبصورت تعریف: اللہ تعالیٰ نے سورۃ الإخلاص میں اپنی ذات کی یہی صفت بیان فرمائی: **لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ** "نہ اس نے کسی کو جنم دیا، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔"

ایک اور آسان مثال: سوچیں کہ "وقت" کا آغاز کیا ہے؟ وقت خود کائنات کے وجود کے ساتھ وجود میں آیا ہے۔ وقت خود ایک مخلوق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ کائنات سے پہلے وقت کا کوئی وجود نہیں تھا، کیونکہ وقت کائنات کی حرکت، دن رات اور چیزوں کے تغیر کا پیمانہ ہے۔ اگر ہم پوچھیں "وقت سے پہلے کیا تھا؟" تو یہ سوال ہی غلط ہے، کیونکہ "پہلے" کہنے کے لیے وقت کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح خدا ازلی اور بے آغاز ہے—وہ وقت، جگہ اور سبب کے دائرے سے بالکل باہر ہے۔ اس لیے اس پر "خالق کون؟" کا سوال لاگو ہی نہیں ہوتا۔

اسلام جس خدا پر ایمان رکھتا ہے، وہ **واجب الوجود** ہے—یعنی اس کا وجود ضروری اور لازمی ہے، اسے کسی نے بنایا ہی نہیں، وہ خود ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

یہ سوال دراصل خدا کے وجود کی دلیل کو اور بھی مضبوط کر دیتا ہے، کیونکہ عقل ہمیں بتاتی ہے کہ ایک بے سبب اور ازلی ہستی کے بغیر کائنات کا وجود ناممکن ہے۔

اب آیئے اگلے باب کی طرف چلتے ہیں...

باب 2: خدا ہے تو دنیا میں برائی کیوں ہے؟

یہ ملحدین کا سب سے بڑا اور جذباتی اعتراض ہے۔ لوگ کہتے ہیں" : **اگر خدا واقعی قادر مطلق ہے اور سب سے زیادہ مہربان ہے، تو دنیا میں ظلم، بیماری، جنگ، غربت اور دکھ کیوں ہیں؟ معصوم بچوں پر بم کیوں گرتے ہیں؟"**

یہ سوال دل کو چھوتا ہے، لیکن جب غور سے سوچا جائے تو یہ خدا کے خلاف دلیل نہیں، بلکہ خدا کی ضرورت کی دلیل بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو **آزاد ارادہ (Free Will)** دیا ہے—یعنی اچھائی یا برائی کا انتخاب کرنے کی آزادی۔ اگر برائی کا وجود ہی نہ ہو تو یہ آزاد ارادہ بیکار ہو جائے، اور انسان کی آزمائش ختم ہو جائے۔ کیونکہ آزمائش تو تب ہوتی ہے جب انتخاب کی طاقت ہو۔ آیئے ایک ایک کر کے سادہ جواب دیکھتے ہیں:

جواب 1: برائی نہ ہو تو اچھائی کی پہچان ہی نہ ہو

اچھائی اور برائی ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ ایک کے بغیر دوسرے کا کوئی معنی نہیں۔

- اندھیرے کے بغیر روشنی کی قدر کیا؟
- بیماری کے بغیر صحت کی قدر کیا؟
- ظلم کے بغیر عدل اور انصاف کا تصور کیا؟

یہ دونوں سکے کے دو رخ ہیں۔ اگر سکہ کا ایک رخ ہی نہ ہو تو سکہ نامکمل ہے۔ برائی اچھائی کی نفی نہیں، بلکہ اس کی پہچان ہے۔ اس کے بغیر زندگی بے معنی ہو جائے۔

جواب 2: اگر برائی اور دکھ نہ ہوں تو خدا کی ضرورت ہی ختم ہو جائے

فرض کریں دنیا میں کوئی دکھ، کوئی ناانصافی، کوئی آزمائش ہی نہ ہو۔ سب کچھ کامل اور خوشگوار ہو۔

تو پھر:

- دعا کس لیے کریں گے؟
- صبر اور ہمت کی ضرورت کیوں پڑے گی؟
- عدل اور رحم کی قدر کیوں کریں گے؟
- اللہ کی طرف رجوع کون کرے گا؟

یعنی برائی اور آزمائش ہی ہمیں خدا کی طرف لے کر جاتی ہے۔ برائی خدا کے انکار کی دلیل نہیں، بلکہ خدا کو ماننے اور اس کی طرف لوٹنے کی دلیل ہے۔ مزید یہ کہ آزاد ارادہ (Free Will) کی وجہ سے برائی ممکن ہے — اگر انسان کے پاس برائی کرنے کی طاقت ہی نہ ہو تو وہ ایک مشین بن جائے گا، اور اس کی اچھائی کی قدر بھی ختم ہو جائے گی۔

جواب 3: ملحد کا نظریہ اور مظلوموں کا انصاف

ملحد کے نزدیک:

- کوئی آخرت نہیں،
- کوئی حساب نہیں،
- کوئی جزااور سزا نہیں۔

سب کچھ یہیں ختم۔

تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے: فلسطین، برما، کشمیر اور دنیا بھر میں قتل ہونے والے لاکھوں معصوم بچے، بوڑھے اور عورتیں صرف "ضائع" ہو گئے؟ ہٹلر نے لاکھوں یہودیوں کو مار ڈالا، آج اسرائیل اور امریکہ جیسے طاقتور ممالک ظلم کر رہے ہیں—دنیا میں تو ان کو کوئی سزا نہیں مل رہی۔

اگر سب یہیں ختم ہے تو:

- ظالم اور مظلوم دونوں برابر،
- انصاف محض ایک فریب اور دھوکہ۔

یہ بات نہ عقل مانتی ہے، نہ انسانی فطرت۔ ہمارے دل میں انصاف کی آگ جلتی ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ظلم کا جواب ضرور ہونا چاہیے۔ جدید نفسیات بھی بتاتی ہے کہ انصاف کی خواہش انسانی فطرت کا حصہ ہے—یہ خواہش بے معنی تب ہی ہوتی ہے جب کوئی خدا اور آخرت نہ ہو۔

جواب 4: خدا کا ایمان ظالم کو بھی روکتا ہے، مظلوم کو امید دیتا ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنی آسمانی کتابوں (جیسے قرآن مجید) میں اچھائی کا حکم دیا ہے اور برائی سے روکا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ انسان کو آزاد ارادہ دیا گیا ہے تاکہ وہ اپنا انتخاب کرے۔ جو لوگ سرکشی کرتے ہیں اور اس آزاد ارادے کا غلط استعمال کرتے ہیں (جیسے ظلم، جھوٹ، قتل)، انہیں ضرور سزا ملے گی۔

لیکن دنیا میں انہیں فوری سزا کیوں نہیں ملتی؟ کیونکہ یہ دنیا امتحان گاہ ہے۔ اللہ نے ایک مقررہ وقت تک مہلت دی ہے تاکہ انسان اپنا امتحان دے سکے۔ اگر ہر غلطی پر فوری سزا مل جائے تو آزمائش کا مقصد ختم ہو جائے۔

آسان مثال: امتحان کی کلاس روم

ایک سٹوڈنٹ کلاس میں امتحان دے رہا ہے۔ وہ غلط جواب لکھتا ہے۔ اب ممتحن (ٹیچر) اسی وقت کیوں نہیں آکر اسے ٹھیک کر دیتا؟ کیونکہ اگر ٹھیک کر دے تو امتحان کا مقصد ہی ختم ہو جائے گا! سٹوڈنٹ کی محنت، سستی یا انتخاب کی آزمائش نہیں ہو سکے گی۔ بدلہ ریزلٹ کی صورت میں دیا جاتا ہے—اچھا لکھنے والے کو اچھا گریڈ، غلط لکھنے والے کو فیل۔

اسی طرح دنیا امتحان کی کلاس ہے۔ اللہ ممتحن ہے، اور وہ ہمیں آزاد چھوڑتا ہے تاکہ ہم اپنا انتخاب کریں۔ جو برائی کا انتخاب کرتے ہیں، انہیں قیامت کے دن مکمل سزا ملے گی۔ جو اچھائی کا انتخاب کرتے ہیں، انہیں جنت اور ابدی خوشیاں ملیں گی۔

جو شخص خدا کو مانتا ہے، وہ طاقت اور اقتدار ملنے پر بھی خود کو جواب دہ سمجھتا ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ "اللہ دیکھ رہا ہے، قیامت کے دن حساب دینا ہے"—اس لیے وہ ظلم سے باز رہتا ہے۔

لیکن جس کا نظریہ یہ ہو کہ "کوئی خدا نہیں، کوئی حساب نہیں"، وہ اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے ہر ظلم کر گزرتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے: ہٹلر، سٹالن، پول پاٹ اور آج کے کچھ طاقتور رہنما—جنہوں نے لاکھوں معصوموں کا قتل عام کیا—ان میں سے بیشتر کے نظریات میں خدا اور آخرت کا انکار تھا۔

دوسری طرف، مظلوم کے لیے خدا کا ایمان سب سے بڑی امید ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اس دنیا میں اگر ظالم بچ بھی جائے، تو آخرت میں اسے سخت عذاب ملے گا، اور مظلوم کو ہمیشہ کی جنتیں اور مکمل انصاف ملے گا۔

اسلام کا نظریہ بالکل واضح ہے: جو بھی ظلم کرے گا، چاہے وہ کتنا ہی طاقتور ہو، اسے اللہ کے ہاں بڑے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اور ہر مظلوم کو اللہ ضرور انصاف دے گا—اگر یہاں نہ ملا تو آخرت میں پورا پورا ملے گا۔

یہ ایمان مظلوم کو زندہ رکھتا ہے، اور ظالم کو متنبہ کرتا ہے۔ اگر خدا نہ ہو تو مظلوم کی چیخ فضاؤں میں گم ہو جائے گی، اور ظالم ہنستا رہے گا۔

برائی کا وجود خدا کے خلاف دلیل نہیں—بلکہ آزاد ارادہ، آزمائش، آخرت، حساب اور انصاف کی ضرورت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

باب 3: مذاہب کا اختلاف — کیا یہ خدا کے خلاف دلیل ہے؟

ملحدین کا ایک اور عام اعتراض یہ ہے " : **دنیا میں اتنے سارے مختلف مذاہب ہیں — ہندو، عیسائی، یہودی، مسلمان، بدھ مت وغیرہ۔ اگر واقعی ایک خدا ہوتا تو تمام مذاہب ایک ہی ہوتے۔ یہ اختلاف خدا کے نہ ہونے کی دلیل ہے۔"**

یہ اعتراض پہلی نظر میں مضبوط لگتا ہے، لیکن جب غور سے دیکھا جائے تو یہ خدا کے وجود کے خلاف کوئی ٹھوس دلیل نہیں بنتا۔ آیئے سادہ الفاظ میں سمجھتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ اختلاف اصل پیغام میں نہیں، انسانی غلطیوں اور تحریف میں ہے دنیا کے بڑے مذاہب (جیسے یہودیت، عیسائیت، اسلام) تو بالکل واضح طور پر **ایک خدا** کا تصور رکھتے ہیں۔ یہ تینوں مذاہب ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے نکلے ہیں اور ایک ہی خدا کی عبادت سکھاتے ہیں۔

حتیٰ کہ ہندومت اور دیگر مذاہب میں بھی کئی جگہ ایک اعلیٰ ہستی یا خالق کا تصور ملتا ہے (جیسے برہمن)۔

تو اختلاف کہاں ہے؟

- اصل آسمانی پیغام میں نہیں،
- بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ انسانی ہاتھوں سے تحریف، اضافہ اور تبدیلی میں ہے۔

مثال کے طور پر : عیسائیوں کی کتاب انجیل اصل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی، لیکن آج جو بائبل ہے اس میں چار مختلف انجیلوں کے علاوہ پولوس اور دیگر لوگوں کے خطوط بھی شامل ہیں جو وقت کے ساتھ بدلتے رہے۔ اسی طرح تورات میں بھی تاریخ گواہ ہے کہ تبدیلیاں ہوئیں۔

قرآن مجید خود یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ آخری اور محفوظ کتاب ہے جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

اختلاف ہونا حقیقت کے نہ ہونے کی دلیل نہیں فرض کریں سائنس کی دنیا میں دیکھیں:

- نیوٹن کا کشش ثقل کا نظریہ آیا،
- پھر آئن سٹائن نے اسے مزید بہتر کیا،
- اب کوانٹم فزکس میں اور نئے نظریات آ رہے ہیں۔

کیا سائنسدانوں کے درمیان اختلاف کی وجہ سے کشش ثقل کی حقیقت ختم ہو جاتی ہے؟ بالکل نہیں! حقیقت تو موجود رہتی ہے، بس انسان اسے سمجھنے کی کوشش میں مختلف مراحل سے گزرتا ہے۔

ایک اور عام فہم مثال: جمہوریت جمہوریت کا بنیادی اصول تو ایک ہی ہے—عوام کی حکومت، عوام کے لیے، عوام کی طرف سے۔ لیکن دیکھیں تو دنیا میں یہ کتنی مختلف شکلوں میں موجود ہے:

- امریکہ میں صدارتی نظام،
- برطانیہ میں بادشاہت کے ساتھ پارلیمانی جمہوریت،
- بھارت میں وفاقی پارلیمانی نظام،
- سوئٹزرلینڈ میں براہ راست ریفرنڈم والی جمہوریت۔

یہ سب مختلف ہیں، قوانین مختلف، طریقے مختلف—کیا اس اختلاف کی وجہ سے جمہوریت کی حقیقت ختم ہو جاتی ہے؟ ہرگز نہیں! جمہوریت تو ایک ہی ہے، بس ہر ملک نے اپنے حالات، ثقافت اور وقت کے مطابق اسے ڈھال لیا ہے۔

بالکل اسی طرح مذاہب میں اختلاف انسانی کمزوریوں، ثقافتی اثرات اور وقت کی وجہ سے ہے، نہ کہ خدا کے نہ ہونے کی وجہ سے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا" : **اگر تمہارا رب چاہتا تو زمین کے تمام لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا، مگر وہ انہیں اختلاف میں رہنے دیتا ہے۔"**

یعنی اختلاف انسان کی آزمائش کا حصہ ہے کہ وہ تحقیق کر کے صحیح راستہ تلاش کرے۔

مذاہب کا اختلاف خدا کے نہ ہونے کی دلیل نہیں، بلکہ انسان کو سوچنے، تحقیق کرنے اور صحیح راستہ تلاش کرنے کی دعوت ہے۔

باب4: سائنس سب کچھ سمجھا دیتی ہے——خدا غیر ضروری؟

ایک اور مشہور اعتراض یہ ہے" : سائنس نے کائنات کی ہر چیز کی وضاحت کر دی ہے— بگ بینگ، ارتقاء، قوانین فطرت۔ اب خدا کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔"

یہ بات جزوی طور پر درست ہے کہ سائنس نے بہت کچھ سمجھا دیا ہے، لیکن یہ خدا کو غیر ضروری نہیں بناتی۔ کیونکہ سائنس اور خدا کے درمیان بنیادی فرق ہے:

سائنس "کیسے" بتاتی ہے، "کیوں" اور "کس نے" نہیں

- سائنس جواب دیتی ہے : **کیسے؟** (HOW) مثال: بگ بینگ کیسے ہوا، ستارے کیسے بنتے ہیں، زندگی کیسے شروع ہوئی۔
- لیکن سائنس یہ نہیں بتاتی : **کیوں؟** – (WHY) کائنات کیوں بنی؟ اس کا مقصد کیا ہے؟ **کس نے؟** – (WHO) یہ سب کس نے بنایا اور شروع کیا؟

عام فہم مثال: تاج محل فرض کریں کوئی شخص تاج محل کو دیکھ کر کہے" : میں نے تحقیق کر لی، تاج محل سفید سنگ مرمر، اینٹوں، سیمنٹ اور مزدوروں کی محنت سے بنا ہے۔ اب یہ سوال ختم کہ اسے کس نے بنایا"!



کیا آپ مان لیں گے ؟ بالکل نہیں ! ترکیب اور مواد جان لینا یہ نہیں بتاتا کہ **شاہ جہاں** نے اسے کیوں اور کس لیے بنوایا۔

اسی طرح سائنس کائنات کی ترکیب اور قوانین بتاتی ہے، لیکن خالق کو رد نہیں کرتی۔ بلکہ بہت سے عظیم سائنسدان (جیسے آئن سٹائن، نیوٹن، فرانسس کولنز) خود خدا پر یقین رکھتے تھے اور کائنات کے باریک نظم کو خدا کی نشانی سمجھتے تھے۔

آئن سٹائن نے کہا تھا" : کائنات کی سمجھ میں آنے والی ساخت مجھے ایک اعلیٰ ذہانت کی طرف لے جاتی ہے۔"

سائنس ایک آلہ ہے جو اللہ نے انسان کو دیا ہے تاکہ وہ کائنات کو سمجھے، لیکن یہ آلہ خالق کو غیر ضروری نہیں بنا سکتا۔

سائنس خدا کے خلاف نہیں، بلکہ اس کی قدرت کی گواہی دیتی ہے۔

قرآن مجید نے 1400 سال پہلے ایسی سائنسی حقائق بیان کیے ہیں جو جدید سائنس نے اب دریافت کیے۔ مثلاً سورۃ الانبیاء (21:30) میں فرمایا: "کیا کافر نہیں دیکھتے کہ آسمان اور زمین جڑے ہوئے تھے، پھر ہم نے انہیں جدا کیا؟" یہ بگ بینگ تھیوری سے میل کھاتا ہے، جو 1929 میں ایڈون ہبل نے دریافت کی کہ کائنات ایک نقطے سے پھیل رہی ہے۔ اگر یہ اتفاق ہے تو قرآن میں تمام جانداروں کا پانی سے بننا بھی (جو بیالوجی ثابت کرتی ہے) کیسے ؟ یہ سائنس خدا کی قدرت کی گواہی دیتی ہے، نہ کہ اسے غیر ضروری بناتی ہے۔

باب 5: اخلاقیات خدا کے بغیر؟

اعتراض : انسان خود اچھا بُرا طے کر سکتا ہے: اخلاقیات کے لیے خدا ضروری نہیں۔

بنیادی سوال : اگر خدا نہیں تو کون سا انسان اخلاقیات طے کرے گا؟ کیا کوئی انسان :

ہر زمانہ جانتا ہو؟ ملحدین کا ایک اور بڑا اعتراض یہ ہے" : **اخلاقیات کے لیے خدا کی ضرورت نہیں۔ انسان خود اچھا برا طے کر سکتا ہے۔ معاشرہ، ثقافت اور عقل سے اخلاقیات بنتی ہیں۔"**

یہ بات سننے میں اچھی لگتی ہے، لیکن جب غور سے سوچا جائے تو یہ کھوکھلی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اخلاقیات کا ایک مستقل اور سچا معیار کہاں سے آئے گا؟

بنیادی سوال: اگر خدا نہیں تو اخلاقیات کون طے کرے گا؟ کیا کوئی انسان اخلاقیات کا حتمی فیصلہ کر سکتا ہے؟

- کیا وہ ہر زمانے اور ہر حال کو جانتا ہو گا؟
- کیا وہ ہر قوم، ہر ثقافت اور ہر دور کے مسائل سے واقف ہو گا؟
- کیا وہ خود غلطیوں، نفسانی خواہشات اور تعصب سے پاک ہو گا؟

تاریخ بتاتی ہے کہ ایسا کوئی انسان کبھی پیدا نہیں ہوا۔

اکثریت یا معاشرہ حق نہیں بناتا اگر اخلاقیات انسان یا معاشرہ طے کرے تو وہ وقت، جگہ اور طاقت کے ساتھ بدلتے رہیں گے۔

- آج کے دور میں کچھ معاشروں میں ہم جنس پرستی کو "اچھا" اور "آزادی" کہا جا رہا ہے،
- زنا کو "ذاتی انتخاب"،
- سود کو "معاشی ضرورت"۔
- مگر چند صدیوں پہلے غلامی کو اخلاقی سمجھا جاتا تھا،
- نسل پرستی کو درست،
- عورتوں کو جائیداد سمجھا جاتا تھا۔

کیا صرف اس لیے کہ اکثریت نے مان لیا، وہ باتیں درست ہو گئی تھیں؟ ہر گز نہیں!

اگر اخلاقیات بدلتی رہیں تو وہ اخلاقیات نہیں، صرف رائے عامہ یا فیشن ہے۔

جنگل کا قانون خدا کے بغیر اخلاقیات کا حتمی نتیجہ یہ نکلتا ہے:

- طاقتور جو چاہے درست،
- کمزور کی کوئی آواز نہیں۔

یہ اخلاقیات نہیں، جنگل کا قانون ہے جہاں شیر اپنی طاقت سے سب کچھ درست سمجھتا ہے۔

مشہور فلسفی فریڈرک نیٹشے (جو خود ملحد تھا) نے بھی یہی کہا تھا کہ اگر خدا نہیں تو اخلاقیات محض "طاقت کا کھیل (Will to Power)" ہے—جو طاقتور ہوگا، وہی حق پر ہوگا۔

لیکن ہمارا ضمیر اور فطرت یہ ماننے کو تیار نہیں۔ ہمارے دل میں ایک آواز ہے جو کہتی ہے کہ ظلم غلط ہے، انصاف درست ہے—چاہے اکثریت کچھ بھی کہے۔

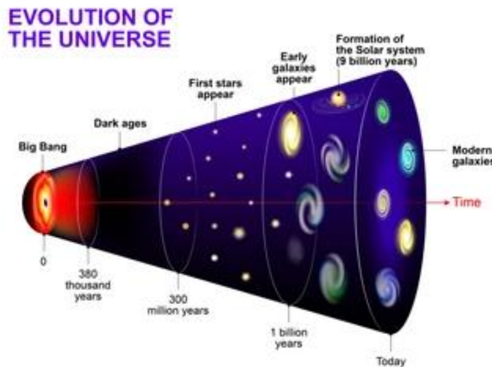
یہ آواز کہاں سے آتی ہے؟ یہ اللہ کی طرف سے دیا گیا فطری ضمیر ہے جو ہر انسان میں موجود ہے۔

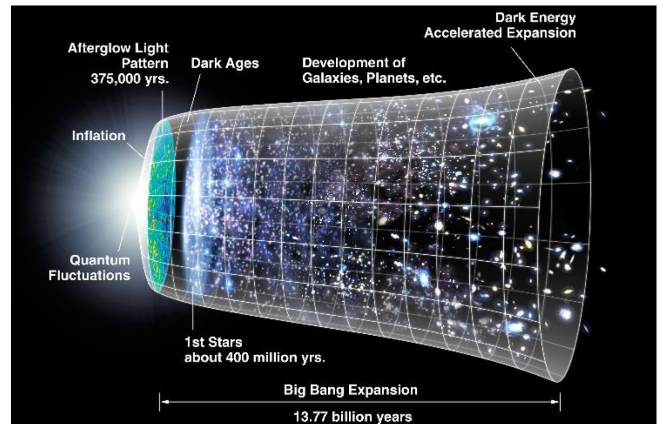
خدا کے بغیر اخلاقیات مستقل، عادلانہ اور سچی نہیں ہو سکتی۔ خدا ہی وہ واحد ذات ہے جو ہر چیز، ہر زمانے اور ہر دل کو جانتی ہے—اس لیے صرف وہی اچھائی اور برائی کا درست معیار دے سکتی ہے۔

باب 6: خدا کے وجود پر مثبت عقلی دلائل

اب تک ہم نے ملحدین کے بڑے اعتراضات کا جواب دیکھا۔ اب آیئے خدا کے وجود کی طرف سے مثبت اور عقلی دلائل دیکھتے ہیں جو عقل کو مجبور کرتے ہیں کہ ایک خالق کو مانا جائے۔ یہ دلائل سادہ، منطقی اور روزمرہ کے مشاہدے پر مبنی ہیں:

1. **کائنات موجود ہے—وجود خود ایک بڑا سوال ہے** کائنات ہمارے سامنے موجود ہے۔ یہ کوئی خیال یا خواب نہیں۔ سوال یہ ہے: یہ سب آیا کہاں سے؟ کچھ بھی **عدم**) کچھ نہ ہونے) سے خود بخود وجود میں نہیں آسکتا بغیر کسی سبب کے۔ یہ عقل کا بنیادی اصول ہے: ہر چیز کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے۔





(بگ بینگ سے کائنات کی توسیع کی تصویر—یہ آغاز کی گواہی دیتی ہے)

مادہ خود کو خود پیدا نہیں کر سکتا مادہ بے شعور ہے، اس میں ارادہ، سوچ یا منصوبہ بندی نہیں۔ اینٹیں، پتھر اور مٹی خود بخود ایک خوبصورت محل نہیں بنا سکتیں۔ اگر کوئی محل دیکھیں تو ہم فوراً کہتے ہیں کہ اسے کسی نے بنایا ہوگا۔

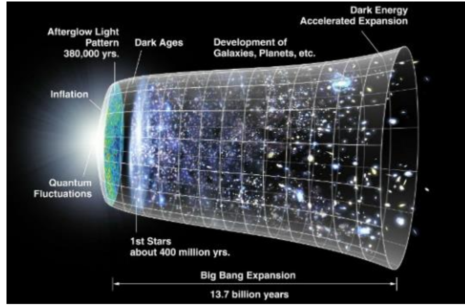


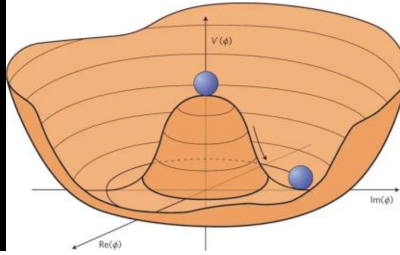
(a)

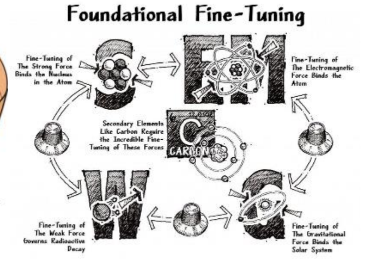
(b)

(اینٹوں سے محل بننے کی مثال—اتفاق سے نہیں، ڈیزائن سے)

3. **بگ بینگ مان لیں—کائنات کا آغاز ہے** جدید سائنس خود مانتی ہے کہ کائنات کا ایک آغاز ہے (بگ بینگ تقریباً 13.8 ارب سال پہلے)۔ جہاں آغاز ہو، وہاں سبب لازمی ہے۔ کوئی چیز خود بخود شروع نہیں ہو سکتی۔
4. **بغیر سبب کے آغاز عقل کا قتل ہے** یہ ماننا کہ سب کچھ "بس یوں ہی" بغیر کسی سبب کے ہو گیا، یہ سائنس، منطق اور عقل تینوں کے خلاف ہے۔ سائنس خود سبب اور اثر کے اصول پر چلتی ہے۔
5. **عدم سے وجود (Creation ex Nihilo) انسان کے بس میں نہیں** انسان چیزیں جوڑ تو سکتا ہے (جیسے گاڑی، کمپیوٹر)، لیکن عدم سے بالکل نئی چیز وجود میں نہیں لا سکتا۔ کائنات عدم سے وجود میں آئی—یہ صرف ایک قادر اور ازلی خالق کا کام ہو سکتا ہے۔
6. **نظم اور ترتیب اتفاق سے نہیں آتی** کائنات میں باریک اور ناقابل یقین نظم ہے :(Fine Tuning) ایک چھوٹے سے ذرے سے طبیعی قوانین، ستارے، سیارے، زندگی اور شعور تک۔ اگر کشش ثقل کا قانون تھوڑا سا بھی مختلف ہوتا تو ستارے نہ بنتے، زندگی نہ ہوتی۔

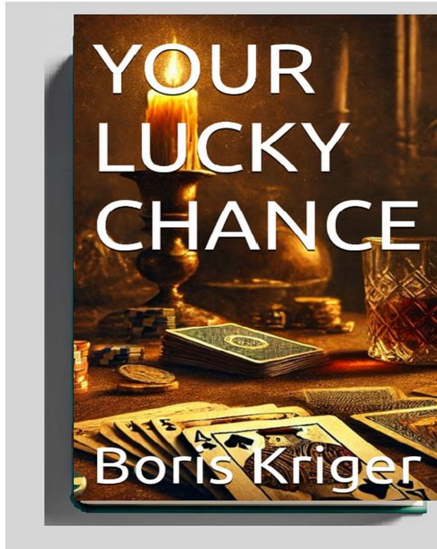


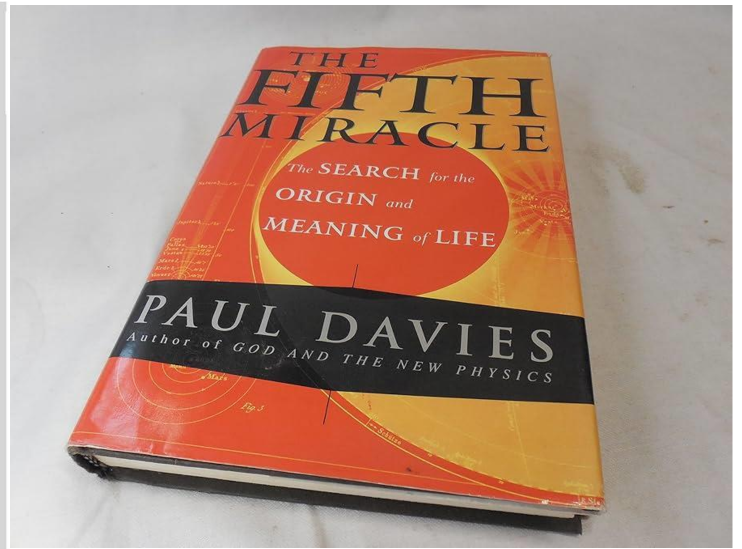




(کائنات کے باریک نظم کی مثالیں—یہ اتفاق نہیں، حکمت ہے)

عام فہم مثال : فرض کریں ایک دھماکہ ہو جائے پرنٹنگ پریس میں—کیا کاغذ، سیاہی اور حروف خود بخود مل کر ایک **مکمل** کتاب جیسے (Dictionary) بنالیں گے؟ بالکل نہیں!





یہ اتفاق کی بجائے ایک ذہین مصنف اور پرنٹر کی ضرورت ہے۔ کائنات اس سے کروڑوں گنا زیادہ پیچیدہ ہے۔

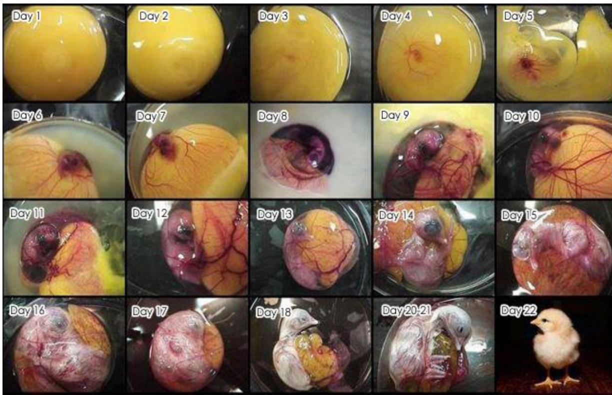
7. **روزانہ کی تخلیق نو (ری کری ایشن): انڈے سے چوزہ، نطفے سے انسان** یہ روزانہ کا زندہ معجزہ ہے جو خالق کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

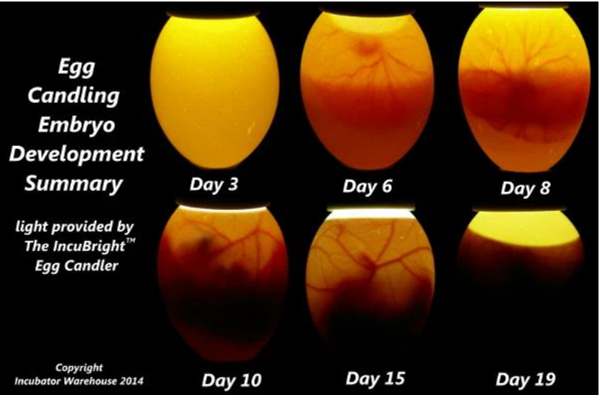
ہمارے ارد گرد ہر روز لاکھوں کروڑوں جاندار پیدا ہوتے ہیں۔

مثال 1: مرغی کے انڈے سے چوزہ ایک عام انڈے میں شروع میں صرف ایک چھوٹا سا خلیہ ہوتا ہے۔ صرف 21 دنوں میں یہ کیسے ایک مکمل زندہ چوزہ بن جاتا ہے جس میں دل، دماغ، آنکھیں، پر، پنجے—سب کچھ مکمل؟



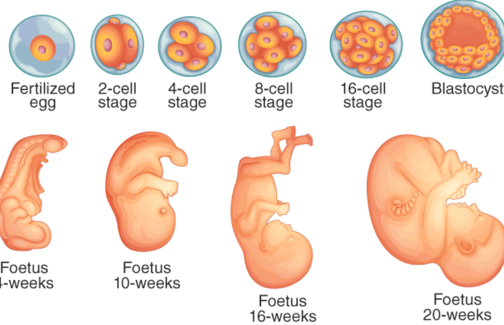


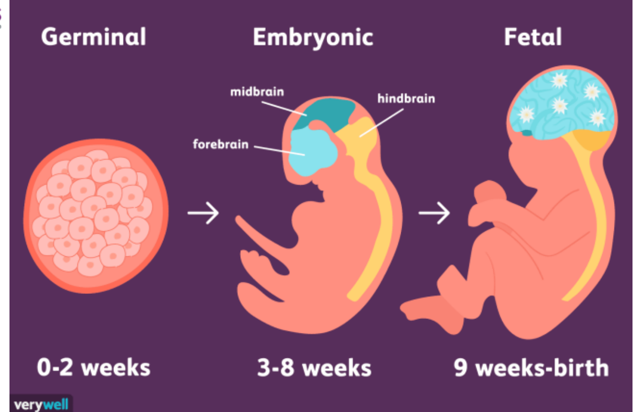




سائنس "کیسے" بتاتی ہے (خلیات کی تقسیم، ڈی این اے)، لیکن "کس نے" یہ نظام بنایا اور "کیوں" اتنا کامل؟

مثال 2: نطفے سے انسان ایک نطفہ (جو ننگی آنکھ سے نظر بھی نہیں آتا) ماں کے پیٹ میں 9 ماہ میں مکمل انسان بن جاتا ہے—دل، دماغ، ہاتھ پاؤں، آنکھیں، شعور سب کچھ!





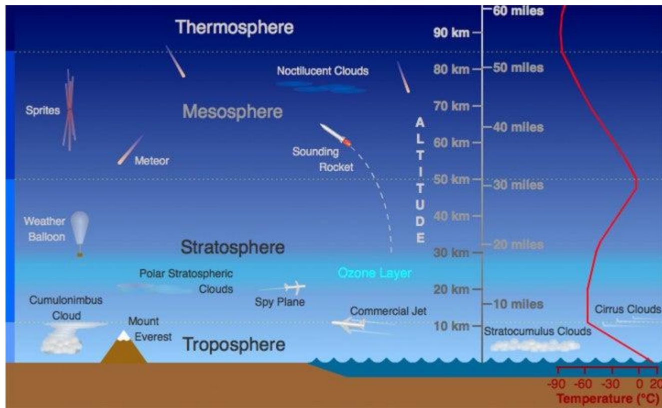
یہ روزمرہ کا مشاہدہ خدا کی قدرت کی سب سے واضح نشانی ہے۔

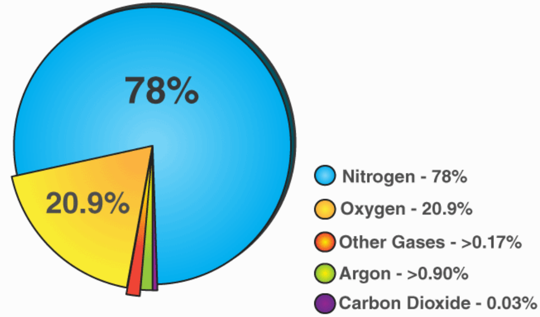
یہ تمام دلائل عقل کو ایک ہی نتیجے پر لے جاتے ہیں: ایک ازلی، قادر، حکیم اور باخبر خالق موجود ہے۔

باب 7: کائنات کا باریک بیلنس اور ڈیزائن—ایک حکیمانہ خالق کی نشانیاں

اس کتابچے میں ہم نے خدا کے وجود پر عقلی دلائل دیکھے ہیں۔ اب آیئے ایک قدم آگے بڑھتے ہیں اور کائنات کے اس حیرت انگیز بیلنس اور ڈیزائن کو دیکھتے ہیں جو عقل کو دنگ کر دیتا ہے۔ یہ بیلنس اتنا نازک، کامل اور باہمی طور پر جڑا ہوا ہے کہ اگر ذرا سا بھی ادھر ادھر ہو تو نہ صرف زندگی، بلکہ پوری کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ ہم انہی باتوں پر توجہ دیں گے جو آپ نے بتائی ہیں، اور ان کے حیرت انگیز پہلوؤں کو اجاگر کریں گے کہ کیسے یہ سب بغیر ایک قادر اور حکیم ڈیزائنر (خالق) کے ممکن ہی نہیں۔ ہر پوائنٹ کے بعد غور کریں کہ اتفاق یا بغیر سبب کے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ دلائل اس قدر مدلل ہیں کہ انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہتی—عقل مجبور ہو جاتی ہے کہ یہ ایک ازلی خالق کی طرف سے ہے۔

1. ہوا میں آکسیجن کا بالکل 21% تناسب—ایک نازک بیلنس جو زندگی کی بنیاد ہے





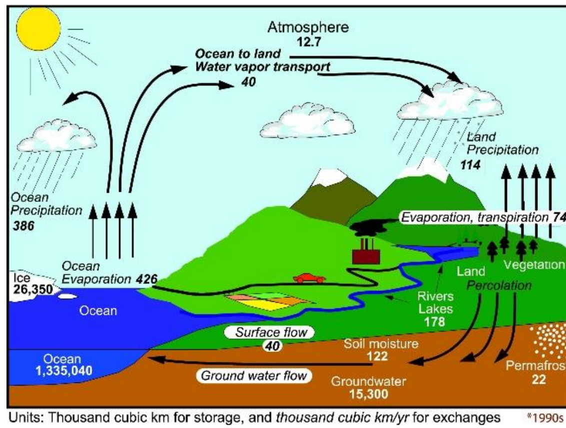
ہوا میں آکسیجن کا تناسب بالکل 21% ہے، جو نہ صرف انسانوں بلکہ تمام جانداروں کے لیے کامل ہے۔ اگر یہ ذرا کم ہو (جیسے 15%) تو ہم سانس لیتے لیتے تھک جائیں گے، دماغ کام نہ کرے گا، اور زندگی رک جائے گی۔ اگر زیادہ ہو (جیسے 25%) تو آگ ہر جگہ لگ جائے گی، جنگل جل اٹھیں گے، اور پوری زمین ایک آگ کا گولہ بن جائے گی۔ یہ تناسب ایسا ہے کہ پودے کاربن ڈائی آکسائیڈ لے کر آکسیجن دیں، اور جانور آکسیجن لے کر کاربن دیں—ایک مکمل سائیکل جو اربوں سال سے چل رہا ہے۔

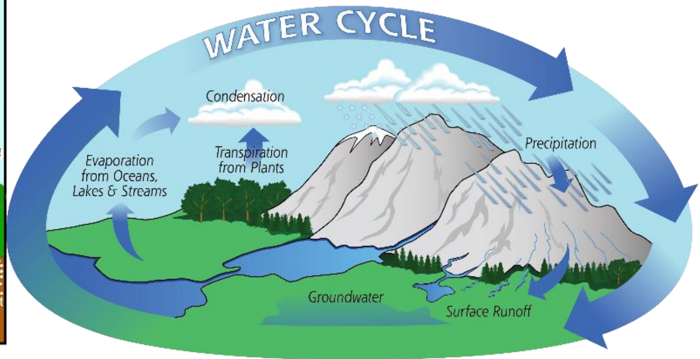
حیرت انگیز پہلو: یہ تناسب کروڑوں میں سے ایک امکان ہے۔ اگر اتفاق سے ہو تو کروڑوں غلط تناسب میں سے ٹھیک ایک کیسے منتخب ہو گیا؟ بغیر ایک ڈیزائنر کے جو یہ بیلنس رکھے، یہ ناممکن ہے—جیسے ایک آنکھ بند کر کے تیر چلاؤ اور بالکل نشانے پر لگے۔ کیسے ممکن ہے یہ بغیر ڈیزائنر کے؟

2. مٹی کی خوراک پیدا کرنے کی صلاحیت—اربوں جانداروں کے لیے کافی اور کامل

زمین کی مٹی میں معدنیات، نمکیات اور مائیکرو آرگنزم کا ایسا بیلنس ہے کہ یہ پودے، سبزیاں، پھل اور اناج اگاتی ہے، جو انسانوں، جانوروں اور پرندوں کے لیے خوراک بنتے ہیں۔ یہ مٹی نہ صرف خوراک پیدا کرتی ہے بلکہ اسے ایسے وقت پر دستیاب کرتی ہے کہ کبھی بھوک مری نہ آئے—موسموں کے مطابق فصل بدلتی رہتی ہے۔ اگر مٹی میں یہ بیلنس نہ ہو تو کوئی پودا نہ اُگتا، اور تمام جاندار بھوک سے مر جاتے۔ حیرت انگیز پہلو: مٹی کی یہ صلاحیت اربوں ٹن خوراک سالانہ پیدا کرتی ہے، جو بالکل جانداروں کی تعداد سے مطابقت رکھتی ہے۔ اتفاق سے کیسے ممکن کہ مٹی خود بخود یہ غذائی اجزاء جمع کرے اور ہر جاندار کی ضرورت کے مطابق خوراک دے؟ بغیر ایک ڈیزائنر کے جو یہ نظام ترتیب دے، یہ ناممکن ہے—جیسے ایک باورچی خانہ بغیر شیف کے خود بخود کھانا تیار کرے۔ کیسے ممکن ہے یہ بغیر ڈیزائنر کے؟

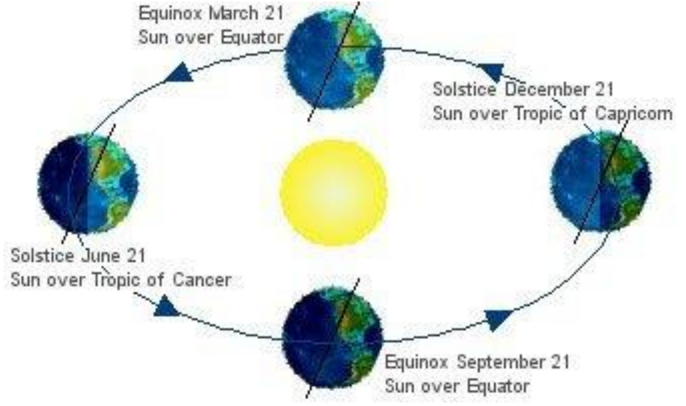
3. پانی کا کامل سائیکل—آسمان سے زمین تک، زندگی کی شریان





پانی کا نظام ایسا ہے کہ سمندروں سے بخارات اٹھتے ہیں، بادلوں میں جمع ہوتے ہیں، اور بارش کی صورت میں گرتے ہیں۔ یہ پانی ندیوں، جھیلوں اور زیرِ زمین سے واپس سمندروں میں جاتا ہے۔ اگر یہ سائیکل ذرا ادھر ادھر ہو تو یا تو سیلاب آ جائے گا یا صحرا بن جائے گا۔ یہ پانی نہ صرف پینے کے لیے ہے بلکہ پودوں، جانوروں اور انسانوں کی تمام ضروریات پورا کرتا ہے۔ حیرت انگیز پہلو: پانی کی مقدار اور گردش اتنی کامل ہے کہ اربوں جانداروں کے لیے کافی ہے، اور یہ خود کو صاف بھی کرتا رہتا ہے (بخارات بننے سے نجاست الگ ہو جاتی ہے)۔ اتفاق سے کیسے ممکن کہ پانی خود بخود آسمان سے گرے، زمین میں جذب ہو، اور بالکل ضرورت کے مطابق دستیاب رہے؟ بغیر ایک ڈیزائنر کے جو یہ گردش ترتیب دے، یہ ناممکن ہے—جیسے ایک پائپ لائن سسٹم بغیر انجینئر کے خود چلے۔ کیسے ممکن ہے یہ بغیر ڈیزائنر کے؟

4. زمین کا جھکاؤ (تقریباً 23.5 ڈگری)—موسموں اور زندگی کا راز



زمین اپنے محور پر تقریباً 23.5 ڈگری جھکی ہوئی ہے۔ اس کی وجہ سے گرمی، سردی، بہار اور خزاں آتے ہیں، جو پودوں کی نشوونما اور خوراک کے لیے ضروری ہیں۔ اگر یہ جھکاؤ نہ ہو تو نصف زمین ہمیشہ گرم رہے گی اور نصف ٹھنڈی — زندگی ختم ہو جائے گی۔ حیرت انگیز پہلو: یہ جھکاؤ بالکل ایسا ہے کہ موسم بدلتے رہتے ہیں، مگر انتہائی نہیں ہوتے۔ اتفاق سے کیسے ممکن کہ زمین خود بخود اس زاویے پر جھک جائے اور اربوں سال مستحکم رہے؟ بغیر ایک ڈیزائنر کے جو یہ توازن رکھے، یہ ناممکن ہے — جیسے ایک گیند خود بخود بالکل سیدھی لائن میں چلتی رہے۔ کیسے ممکن ہے یہ بغیر ڈیزائنر کے؟

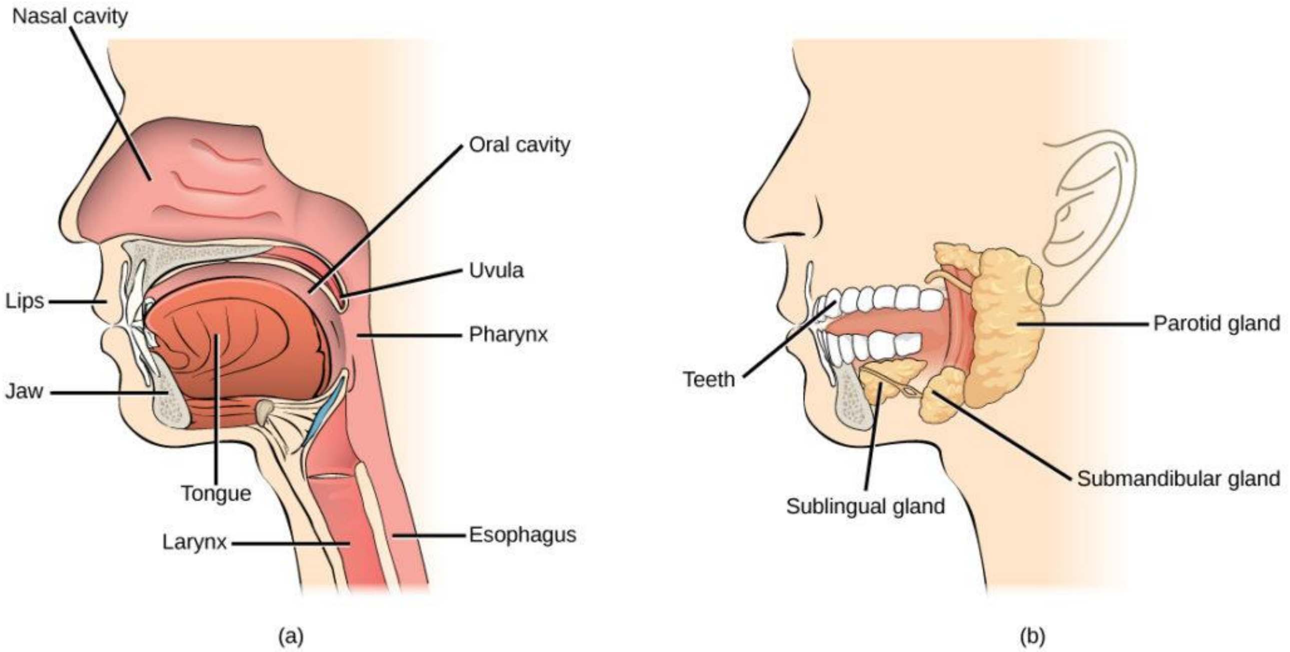
5. سورج کا بالکل درست فاصلہ — زندگی کی حرارت کا منبع سورج زمین سے ایسے فاصلے پر ہے کہ نہ زیادہ گرم، نہ زیادہ ٹھنڈا۔ اگر قریب ہو تو سب جل جائے گا، دور ہو تو سب جم جائے گا۔ یہ فاصلہ پودوں کو فوٹو سنتھیسس کرنے دیتا ہے، یعنی سورج کی روشنی سے خوراک اور آکسیجن بنانا۔ حیرت انگیز پہلو: یہ فاصلہ کروڑوں کلومیٹر ہے، مگر ذرا سا بھی ادھر ادھر نہ ہو۔ اتفاق سے کیسے ممکن کہ سورج خود بخود اس جگہ آ کر رک جائے؟ بغیر ایک ڈیزائنر کے جو یہ فاصلہ طے کرے، یہ ناممکن ہے — جیسے ایک لیمپ خود بخود کمرے میں بالکل مرکز میں آ کر لگ جائے۔ کیسے ممکن ہے یہ بغیر ڈیزائنر کے؟

6. خوراک کی چیزیں — بالکل جانداروں کی ضرورت کے مطابق زمین جو خوراک اگاتی ہے، وہ بالکل استعمال کے قابل ہے۔ اگر زمین پھل اور سبزیاں اگاتی مگر وہ زہریلی ہوتیں یا ہضم نہ ہوتیں تو بے کار ہوتیں۔ مثال کے طور پر، بکری کے لیے گوشت بے کار ہے کیونکہ اس کا نظام گھاس ہضم کرنے کا ہے — مگر نظام ایسا ہے کہ ہر جاندار کی خوراک دستیاب ہے۔ حیرت انگیز پہلو: خوراک کا یہ چین ایسا جڑا ہے کہ پودے جانوروں کو کھاتے ہیں، جانور انسانوں کو، اور سب مل کر مٹی کو غذائیت دیتے ہیں۔ اتفاق سے کیسے ممکن کہ خوراک خود بخود ہضم ہونے والی اور مفید بن جائے؟ بغیر ایک ڈیزائنر کے جو یہ موافقت پیدا کرے، یہ ناممکن ہے — جیسے ایک مینو کارڈ خود بخود ہر شخص کی پسند کے مطابق بن جائے۔ کیسے ممکن ہے یہ بغیر ڈیزائنر کے؟

.7انسانی جسم کا ڈیزائن—انگلیاں، ناخن، جوڑ اور نرو سسٹم

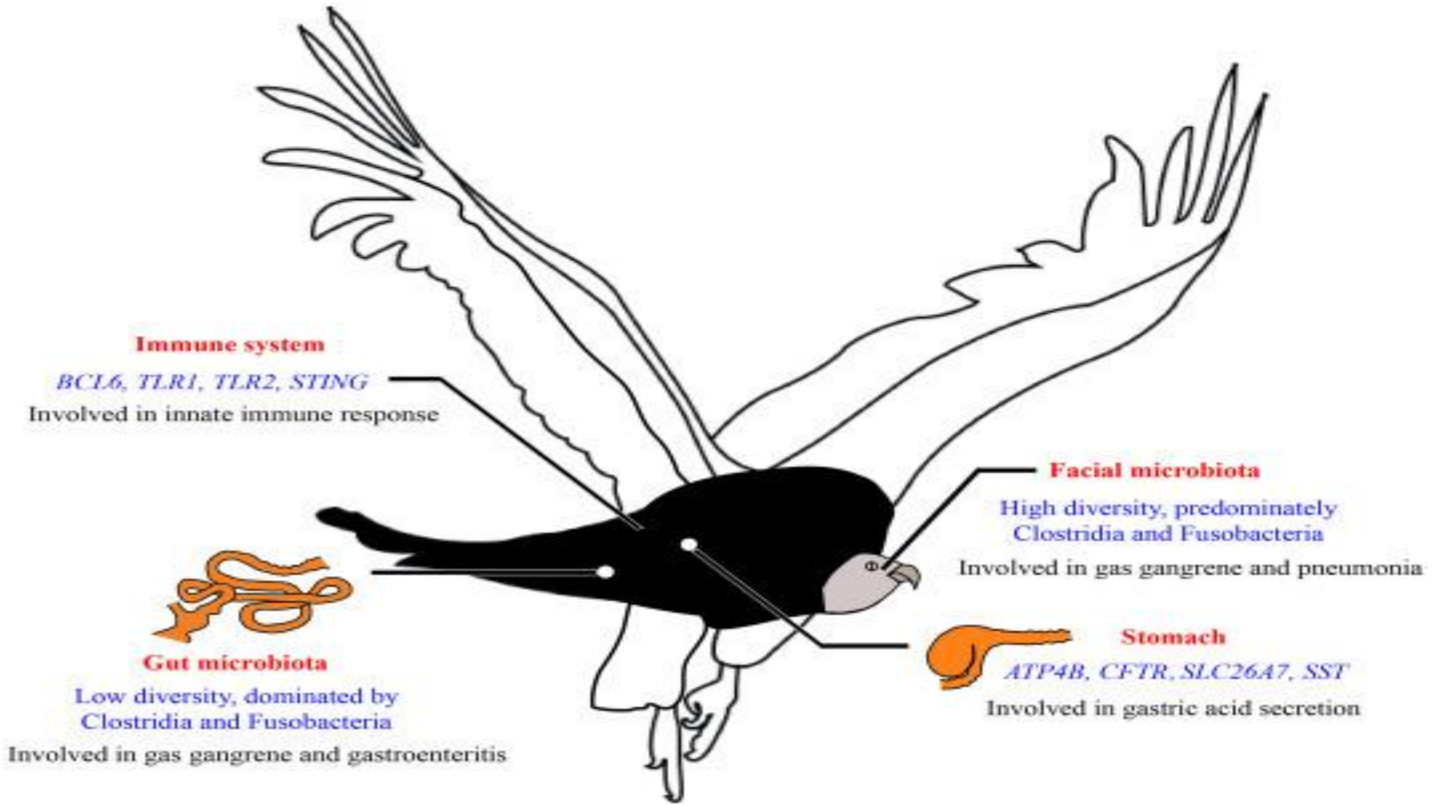
انسانی انگلیاں ایسے ڈیزائن کی گئی ہیں کہ وہ پکڑنے، لکھنے اور کام کرنے کے لیے کامل ہیں۔ ناخن انگلیوں کی حفاظت کرتے ہیں، جوڑ حرکت دیتے ہیں، اور نرو سسٹم درد، حرارت اور احساس دیتا ہے تاکہ ہم محفوظ رہیں۔ اگر ناخن نہ ہوں تو انگلیاں زخمی ہو جائیں گی، جوڑ نہ ہوں تو حرکت نہ ہو۔ حیرت انگیز پہلو: یہ سب کچھ مل کر ایک مکمل مشین بناتے ہیں جو اربوں خلیوں سے بنا ہے۔ اتفاق سے کیسے ممکن کہ انگلیاں خود بخود جوڑوں اور اعصاب سے جڑ جائیں؟ بغیر ایک ڈیزائنر کے جو یہ پیچیدگی پیدا کرے، یہ ناممکن ہے—جیسے ایک روبوٹ خود بخود اسمبل ہو جائے۔ کیسے ممکن ہے یہ بغیر ڈیزائنر کے؟

8. **انسانی نظام ہضم—دانت، زبان، لعاب اور معدہ** منہ میں نوالہ پہنچنے پر آگے کے دانت کاٹتے ہیں، زبان گھماتی ہے، لعاب نرم کرتا ہے، داڑھیں پیستی ہیں، اور معدے میں تیزاب اور رطوبتیں ہضم کرتی ہیں۔ یہ تقسیم ایسے ہے کہ اگر ایک حصہ بھی نہ ہو تو خوراک ہضم نہ ہو۔ حیرت انگیز پہلو: یہ نظام اربوں خلیوں اور کیمیکلز کا ملن ہے جو بالکل ٹائمنگ سے کام کرتا ہے۔ اتفاق سے کیسے ممکن کہ دانت خود بخود تقسیم ہو جائیں اور معدہ تیزاب پیدا کرے؟ بغیر ایک ڈیزائنر کے جو یہ مراحل ترتیب دے، یہ ناممکن ہے—جیسے ایک کنویئر بیلٹ خود بخود کام کرے۔ کیسے ممکن ہے یہ بغیر ڈیزائنر کے؟



.9جانوروں کا نظام—گھاس کھانے والے اور گدھ گھاس کھانے والے جانوروں (جیسے گائے) کے دانت چپٹے اور معدہ چار حصوں میں ہوتا ہے جو گھاس کو ہضم کرتا ہے۔ گدھ ہڈیاں کھا جاتے ہیں کیونکہ ان کا معدہ انتہائی تیزابی ہے جو ہڈیاں گلاتا ہے، اور وہ دنیا کی صفائی کرتے

ہیں۔ حیرت انگیز پہلو: ہر جانور کا نظام اس کی خوراک سے موافق ہے—اگر گدھ کا معدہ عام ہوتا تو وہ مر جاتا۔ اتفاق سے کیسے ممکن کہ یہ موافقت خود بخود آ جائے؟ بغیر ایک ڈیزائنر کے جو یہ تخصص پیدا کرے، یہ ناممکن ہے—جیسے ایک ٹول کٹ خود بخود ہر کام کے لیے تبدیل ہو جائے۔ کیسے ممکن ہے یہ بغیر ڈیزائنر کے؟



مزید عام فہم مثالیں جو حیرت انگیز ہیں:

- **آنکھ کا ڈیزائن**: آنکھ میں لینس، کارنیا اور ریٹینا ایسے ہیں کہ روشنی فوکس ہو کر تصویر بناتی ہے۔ اگر ذرا ادھر ادھر ہو تو اندھیرا ہو جائے۔ اتفاق سے کیسے ممکن کہ یہ کیمرہ خود بخود بن جائے؟
- **پرندوں کی پرواز**: پنکھ، ہلکی ہڈیاں اور پٹھے ایسے کہ وہ اڑ سکتے ہیں۔ اتفاق سے کیسے ممکن؟
- **ڈی این اے کی کوڈنگ**: یہ ایک کتاب کی طرح معلومات رکھتا ہے جو جاندار بناتی ہے۔ اتفاق سے کیسے ممکن؟

انسانی جسم کی پیچیدگی بھی خدا کی دلیل ہے: ایک جسم میں ٹریلین خلیے ہوتے ہیں، جو نیویارک شہر جتنی جگہ لیتے، اور ہر عضو (آنکھ، گردہ) اپنا کام کرتا ہے—کوئی تبدیلی نہیں۔ اگر اتفاق سے ہے تو اربوں خلیوں کا منظم نظام کیسے؟ قرآن میں فرمایا: "کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے انہیں ایک

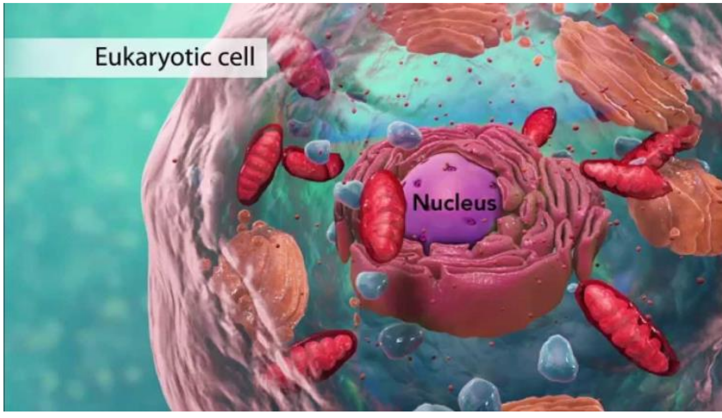
نطفے سے بنایا؟" (سورۃ یٰسین)۔ کائنات کا آغاز (بگ بینگ) بغیر سبب کے ناممکن ہے — یہ عقلی اصول ہے کہ ہر چیز کا سبب ہوتا ہے، اور پہلا سبب خدا ہے۔ یہ دلائل اتفاق کو مسترد کرتے ہیں اور خالق کو ثابت کرتے ہیں۔

یہ تمام نشانیاں ایک ہی بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں: یہ اتفاق کا نتیجہ نہیں، بلکہ ایک حکیم خالق کا ڈیزائن ہے جو ہر چیز کو مقصد سے بناتا ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے " : **بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں، رات اور دن کے آنے جانے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔** "(سورۃ آل عمران: 190)۔ انکار کی گنجائش نہیں — عقل کہتی ہے کہ یہ اللہ کی قدرت ہے۔

باب 8: انسانی جسم کی ناقابل یقین پیچیدگی — ایک قادر خالق کی واضح نشانی

ساری دنیا کے سائنسدان، انجینئر اور ٹیکنالوجی مل کر ایک زندہ سیل بھی نہیں بنا سکتے — جی ہاں، زندہ تو دور کی بات، ایک مردہ سیل بھی عدم سے وجود میں نہیں لا سکتے۔ یہ بات سائنسی طور پر ثابت ہے کہ انسانی سیل کی پیچیدگی اتنی ہے کہ اسے لیبارٹری میں دوبارہ بنانا ناممکن ہے۔ تو پھر سوچیں، اتنی بڑی کائنات جو اربوں ستاروں، سیاروں اور کہکشاؤں پر مشتمل ہے، وہ کیسے بغیر کسی خالق کے خود بخود وجود میں آ سکتی ہے؟ اگر ایک چھوٹا سیل بھی ڈیزائن کیے بغیر ممکن نہیں، تو کائنات کا یہ عظیم الشان نظام کیسے اتفاقی طور پر بنا؟ عقل یہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیتی ہے۔ آیئے انسانی جسم کی اس پیچیدگی کو تفصیل سے دیکھتے ہیں، جو خلیات کی سطح سے شروع ہو کر اعضاء اور نظاموں تک پھیلتی ہے۔ یہ دلائل اس قدر مدلل اور سائنسی ہیں کہ انکار کی کوئی گنجائش نہیں رہتی — یہ سب ایک حکیم اور باخبر خالق کی ذہانت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

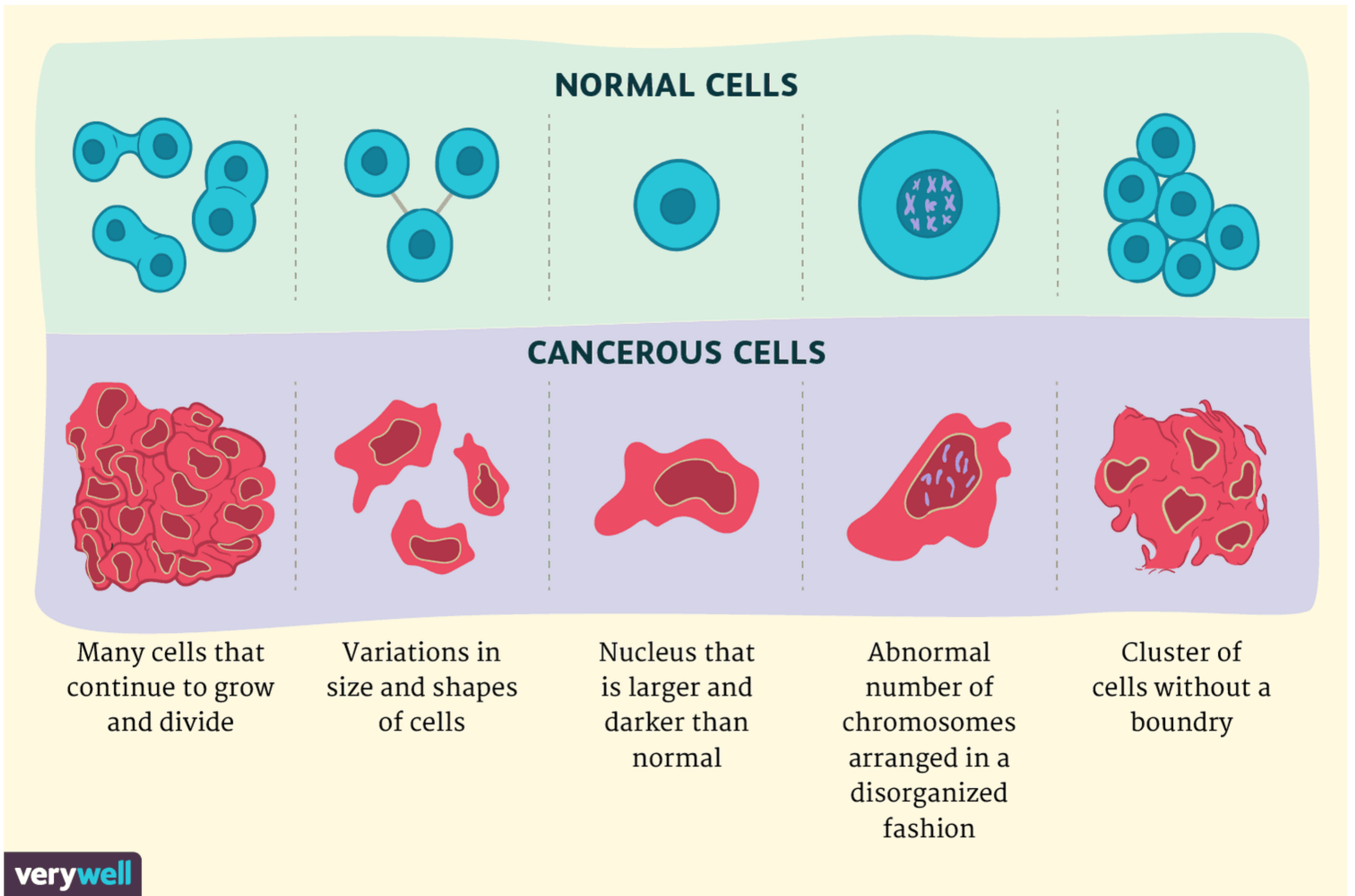
انسانی جسم میں خلیات کی تعداد اور پیچیدگی — ایک ٹریلین خلیات کا مکمل ہم آہنگی والا نظام





انسانی جسم میں تقریباً 100 ٹریلین (100,000,000,000,000) خلیات ہوتے ہیں — یہ تعداد اتنی بڑی ہے کہ اگر انہیں شمار کریں تو اربوں سال لگ جائیں گے۔ ہر سیل ایک چھوٹی سی مشین ہے جس میں ڈی این اے کی کوڈنگ ہوتی ہے، جو تقریباً 3 ارب حروف پر مشتمل ہے۔ سائنسدان کہتے ہیں کہ ایک سیل کے فنکشنز کو چلانے کے لیے اتنی جگہ درکار ہے جتنی نیو یارک شہر کی ہے — یعنی سیل کی اندرونی مشینری (جیسے پروٹینز، انزائمز، اور مائیٹوکونڈریا) اتنی پیچیدہ ہے کہ اسے چلانے کے لیے ایک شہر جتنا وسائل چاہیے۔

حیرت انگیز پہلو: یہ خلیات زندہ رہنے کے لیے آکسیجن کی ضرورت رکھتے ہیں، جو خون کے ذریعے پہنچتی ہے۔ اگر آکسیجن کی فراہمی ذرا رک جائے تو خلیات مردہ ہو جاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ آکسیجن کو خلیات تک پہنچانے کا یہ نظام کس نے ترتیب دیا؟ اتفاق سے کیسے ممکن کہ خلیات خود بخود آکسیجن استعمال کرنے کا طریقہ سیکھ جائیں؟ مزید، اگر ان خلیات کے آرڈر میں ذرا سی خرابی آ جائے (جیسے غیر معمولی طور پر تیزی سے تقسیم ہونا شروع ہو جائیں) تو کینسر جیسی بیماری پیدا ہو جاتی ہے، جو جسم کو تباہ کر دیتی ہے۔ عقل پوچھتی ہے: یہ نازک بیلنس اور آرڈر اتفاق سے کیسے ممکن؟ بغیر ایک خالق کے جو یہ نظام ڈیزائن کرے، یہ ناممکن ہے۔



خلیات کو کیسے پتہ چلتا ہے کہ کون سا عضو بنانا ہے؟—ڈی این اے کی کوڈنگ اور سیلز کی تخصص

یہ خلیات مل کر اعضاء بناتے ہیں، اور ہر سیل کو "پتہ" ہوتا ہے کہ اسے کیا کام کرنا ہے۔ مثال کے طور پر، ایک ہی قسم کے خلیات سے شروع ہو کر کچھ آنکھ بن جاتے ہیں، کچھ دل، کچھ دماغ۔ یہ تخصص (differentiation) ڈی این اے کی ہدایات سے ہوتا ہے، جو ایک کتاب کی طرح ہر سیل کو حکم دیتی ہے۔ اگر یہ ہدایات ذرا ادھر ادھر ہوں تو عضو غلط بن جائے گا، اور جسم کام نہ کرے گا۔ حیرت انگیز پہلو: یہ خلیات ایک دوسرے سے بات کرتے ہیں (سیگنلنگ کے ذریعے) اور بالکل ٹائمنگ کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ اتفاق سے کیسے ممکن کہ اربوں خلیات خود بخود یہ سیکھ جائیں کہ دل کہاں بنانا ہے، آنکھ کہاں؟ بغیر ایک خالق کے جو یہ کوڈنگ لکھے، یہ ناممکن ہے۔

انسانی جسم کے اعضاء اور نظاموں کی پیچیدگی—ایک مربوط اور مکمل مشین انسانی جسم 11 بڑے نظاموں پر مشتمل ہے (جیسے circulatory, nervous, respiratory, digestive, urinary, skeletal, muscular, endocrine, lymphatic, reproductive, integumentary)، جو مل کر کام کرتے ہیں۔ ہر عضو ایک پیچیدہ نظام ہے جو خلیات سے بنا ہے، اور یہ سب مل کر ایک مکمل ہم آہنگی رکھتے ہیں۔ آیئے کچھ اعضاء کی تفصیل دیکھیں کہ کیسے یہ پیچیدہ نظام چلا رہے ہیں:

- **دل (Heart) – circulatory system کی بنیاد** :دل ایک پمپ ہے جو 24 گھنٹے میں 2,000 گیلن خون پمپ کرتا ہے، جو 60,000 میل لمبی شریانوں سے گزرتا ہے۔ یہ خود بخود دھڑکتا ہے (electrical impulses سے)، اور آکسیجن اور غذائی اجزاء جسم کے ہر خلیے تک پہنچاتا ہے۔ اگر دل کی والوز ذرا تنگ ہو جائیں تو دل کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ حیرت انگیز پہلو: دل کی یہ دھڑکنیں لاکھوں خلیات کی ہم آہنگی سے ہوتی ہیں—اتفاق سے کیسے ممکن کہ یہ پمپ خود بخود بن جائے اور اربوں بار دھڑکے بغیر رکے؟ بغیر ایک خالق کے، ناممکن۔
- **دماغ (Brain) – nervous system کا مرکز** :دماغ 86 ارب نیورونز پر مشتمل ہے جو electrical اور chemical signals سے بات کرتے ہیں۔ یہ سوچنے، یاد رکھنے، محسوس کرنے اور جسم کے تمام افعال کنٹرول کرتا ہے۔ اگر ایک چھوٹا سا حصہ (جیسے ہپوکیمپس) خراب ہو تو یادداشت ختم ہو جاتی ہے۔ حیرت انگیز پہلو: دماغ کی پیچیدگی کمپیوٹر سے زیادہ ہے—یہ خواب دیکھتا ہے، جذبات محسوس کرتا ہے، اور اربوں کنکشنز رکھتا ہے۔ اتفاق سے کیسے ممکن کہ یہ خود بخود بن جائے؟ بغیر ایک خالق کے، ناممکن۔
- **آنکھیں (Eyes) – sensory system کا حصہ** :آنکھ ایک کیمرہ ہے جس میں لینس روشنی فوکس کرتا ہے، ریٹینا تصویر بناتا ہے، اور optic nerve دماغ تک پہنچاتا ہے۔ یہ 10 ملین رنگ پہچانتی ہے اور سیکنڈ میں ہزاروں تصاویر پروسیس کرتی ہے۔ اگر لینس کی شکل ذرا بدل جائے تو بینائی ختم ہو جائے۔ حیرت انگیز پہلو: آنکھ کی یہ لاکھوں خلیات کی ترتیب اتفاق سے کیسے ممکن؟ بغیر ایک خالق کے، ناممکن۔
- **پھیپھڑے (Lungs) – respiratory system:** پھیپھڑے آکسیجن جذب کرتے ہیں اور کاربن ڈائی آکسائیڈ نکالتے ہیں، جو 500 ملین (alveoli سوراخوں) سے ہوتا ہے۔ یہ جگہ نیویارک شہر جتنی ہے۔ اگر یہ سوراخ بند ہو جائیں تو سانس رک جائے گا۔ حیرت انگیز پہلو: یہ نظام خون سے جڑا ہے جو آکسیجن ہر سیل تک پہنچاتا ہے—اتفاق سے کیسے ممکن؟ بغیر ایک خالق کے، ناممکن۔
- **گردے (Kidneys) – urinary system:** گردے خون کو فلٹر کرتے ہیں، فضلہ نکالتے ہیں، اور بلڈ پریشر کنٹرول کرتے ہیں۔ ہر دن 200 لیٹر خون فلٹر کرتے ہیں۔ اگر فلٹر خراب ہو تو زہر جسم میں پھیل جائے گا۔ حیرت انگیز پہلو: یہ لاکھوں nephrons کی ہم آہنگی سے کام کرتے ہیں—اتفاق سے کیسے ممکن؟ بغیر ایک خالق کے، ناممکن۔
- **نظام ہضم (Digestive system):** منہ سے شروع ہو کر آنتوں تک، یہ خوراک کو توڑتا ہے، غذائی اجزاء جذب کرتا ہے۔ دانت کاٹتے ہیں، لعاب نرم کرتا ہے، معدہ تیزاب سے ہضم کرتا ہے، آنتیں جذب کرتی ہیں۔ اگر ایک حصہ خراب ہو تو ہاضمہ رک جائے گا۔ حیرت انگیز پہلو: یہ اربوں بیکٹیریا کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے—اتفاق سے کیسے ممکن؟ بغیر ایک خالق کے، ناممکن۔

یہ تمام اعضاء اور نظام ایک دوسرے سے جڑے ہیں—دل خون پمپ کرتا ہے، پھیپھڑے آکسیجن دیتے ہیں، گردے صاف کرتے ہیں، دماغ کنٹرول کرتا ہے۔ اگر ایک بھی نظام فیل ہو جائے تو جسم تباہ ہو جائے گا۔ یہ پیچیدگی کم سے کم انسانی عقل تسلیم نہیں کر سکتی کہ یہ بغیر ذہانت اور خالق کے ہو گئی۔ یہ اللہ کی قدرت کی واضح نشانی ہے جو قرآن میں بیان ہے" :**انسان کو اپنی تخلیق پر غور کرنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے۔)** "سورۃ الطارق: 5)۔ انکار کی گنجائش نہیں—یہ ایک ازلی خالق کی طرف اشارہ ہے۔

آخری نتیجہ

یا ماننا پڑے گا:

مادہ نے خود کو بنایا،

سب کچھ بلا سبب ہوا،

اتفاق نے نظم بنا دی۔

یا پھر 4. :ایک ازلی، قادر، باخبر خالق ہے۔

عقل کہتی ہے: چوتھا ہی واحد معقول جواب ہے۔